

## الجواب

زمین کی شخصی ملکیت آپ تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا اہلم جبر چوہدری نے جس آیت سے ملکیت زمین کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا ہے وہ کوئی قانون بنانے والی آیت نہیں ہے لیکن اس کے بعد بھی آپ مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تم ملکیت زمین کے جواز ہی میں کوئی آیت پیش کرو قبل اس کے کہ میں آپ کے اس مطالبہ کو پورا کروں میں قاعدہ کلیہ آپ کو یاد دلاتا چاہتا ہوں کہ جب کسی رواج عام کے متعلق سکوت اختیار کیا جائے تو اس کو ہمیشہ رضا اور جواز ہی محمول کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر لوگوں نے زمین کو ایک گنہگار بنا رکھا ہو اور وہاں کوئی نوٹس اس فعل کی ممانعت کے لیے نہ لگایا گیا ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہاں راستہ چلنا جائز ہے۔ اس جواز کے کیسے کسی اثباتی اجازت کا ہونا ضروری نہیں ہے اس لیے کہ وہاں ممانعت کا نہ ہونا خود ہی اجازت کا مفہوم پیدا کر رہا ہے اسی طرح زمین کی ملکیت کا مسئلہ ہے اسلام سے پہلے صدیوں سے دنیا میں یہ دستور جاری تھا قرآن نے اس کی ممانعت نہ کی۔ کوئی صریح حکم اس کے موقوف کرنے کے لیے نہ دیا۔ کوئی دوسرا قانون اس کی جگہ لینے کے لیے نہ بنایا۔ اس کے معنی یہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نہ دستور کو جائز رکھا، اور یہی معنی لیکر مسلمان ابتدائے اسلام سے اب تک زمین کو اسی طرح شخصی ملکیت بناتے رہے ہیں جس طرح اسلام سے قبل وہ شخصی ملکیت بنائی جاتی رہی تھی۔

قرآن کی تصریحات اس قاعدہ کے مطابق اگر قرآن میں زمینداری کی کوئی اثباتی اجازت نہ ہوتی تب بھی اس کا سکوت اجازت ہی کا ہم معنی ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس باب میں قرآن بالکل ساکت نہیں ہے بلکہ متعدد مواقع پر اس نے زمینداری کے پرانے دستور کو تسلیم کیا ہے زمین کی شخصی ملکیت دو ہی اعراض کے لیے ہوتی ہے۔ یا تو زراعت اور استثمار کے لیے یا سکونت کے لیے قرآن کریم ان دونوں اعراض کے لیے زمین

کئی شخصی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔ سورہ انعام میں ہے :-

كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ  
يَوْمَ حَصَادِهِ (۱۶:۶)۔

اس کے پھل میں سے کھاؤ جب کہ وہ پھل لائے اور اس  
کی فصل کھنے کے دن اس کا (خدا کا) حق ادا کرو۔

یہاں خدا کا حق ادا کرنے سے مراد زکوٰۃ و صدقہ ہے ظاہر ہے کہ زمین کی پیداوار میں سے خدا  
کا حق خود خداوند تعالیٰ کو نہیں دیا جاسکتا، بلکہ اس کے بندوں ہی کو دیا جاسکتا ہے پھر اس کے بند  
میں سے بھی یہ حق اسی شخص کو دیا جائے گا۔ جو زمین نہیں رکھتا اور وہی شخص اس حق کو ادا کرے گا  
جو زمین رکھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے نظام معاشی کو تسلیم کر لیا جس میں بعض لوگ  
زمین رکھتے تھے، اور بعض نہیں رکھتے تھے البتہ اس نظام میں اس نے اتنی اصلاح کر دی کہ زمین رکھنے والے  
لوگوں کی پیداوار میں زمین نہ رکھنے والوں کا حق قائم کر دیا۔ اسی کی تائید ایک دوسری آیت  
سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مِنْ طَيْبَاتِ  
مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

اے ایمان والو! اچھ کر واپس اپنی پاک کمائیوں میں سے اور ان  
چیزوں میں سے جو تم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں

یہاں زمین کی پیداوار میں سے خرچ کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ اس  
مراد زکوٰۃ و خیرات ہے۔ اس حکم کی بجا آوری وہی شخص کرے گا جو پیداوار کا مالک ہوگا، اور انہی لوگوں  
پر یہ اتفاق کیا جائے گا۔ جو صاحب مال و جائیداد نہیں ہیں چنانچہ قرآن مجید میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ  
خیرات کے مستحق کون ہیں۔ لِّلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا لِئَلَّا يَسْتَطِيعُوا حَرْبًا  
فِي الْأَرْضِ (۲:۲۷) اور إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ الخ (۸:۹)

دوسری غرض کے متعلق سورہ نور میں ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا

اے مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل

غَيْرُ يَبُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا لِمَنْ عَلَى أَهْلِهَا  
 ..... فَإِنْ لَمْ يَجِدْ وَافِيهَا أَحَدًا  
 فَلَا تَدْخُلُوا هَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ (۲۵)

ذہبیت مکان کے رہنے والوں سے پوچھ نہ لو اور جب داخل ہو تو ان کو سلام کرو۔۔۔ اور اگر تم وہاں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں نہ جاؤ تا وقتیکہ تم کو اجازت نہ دیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سکونت کے لیے بھی زمین کو اپنی ملک میں رکھنا اللہ تعالیٰ نے جائز رکھا ہے اور مالک مکان کا حق تسلیم فرمایا ہے کہ اس کے مکان میں کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو۔

مکن تھا کہ یہاں پھر اسی قسم کی نکتہ آفرینی نہ کی جاتی جیسی مامملکت ایما نکم میں کی گئی ہے۔ کہا جاسکتا تھا کہ ان تمام آیات میں صیغہ جمع استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد قوم کی اجتماعی ملکیت ہے نہ کہ فرداً فرداً شخص کی ملکیت مگر غنیمت ہے کہ مولانا اسلم حیرا چوہری نے خود اس نکتہ آفرینی کا سد باب کر دیا ہے۔ وہ چوپایوں پر شخصی ملکیت تسلیم کرتے ہیں اور اس آیت سے دلیل لاتے ہیں کہ:-

أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِكُمْ آيَاتِنَا أَنْفَعًا مِمَّا فَخَرُوا بِهَا لَكَ

اس آیت میں بھی صیغہ جمع استعمال کیا گیا ہے، مگر مولانا نے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ تمام چوپایوں کی مجموعی ملکیت میں۔ لہذا مذکورہ بالا آیات سے بھی یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن مجید

زمین کے معاملہ میں اشتراکی نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔ اشتراکیت اور اسلام میں اصولی فرق یہ ہے کہ اشتراکیت مالکین ( Haves ) اور غیر مالکین ( Have nots ) کی تقسیم کو

بالکل مٹا دینا چاہتی ہے، مگر اسلام اس تقسیم کو باقی رکھتا ہے اس کی بے اعتدالیوں کا علاج زکوٰۃ و صدقہ سے کرتا ہے۔ تاویل احادیث اپنے جن احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں زمین کی شخصی ملکیت کو ناجائز نہیں کہا گیا

ہے۔ بلکہ اپنے بھائی کو دیدینے یا روک رکھنے کا ارشاد خود بتا رہا ہے کہ ملکیت تو جائز ہے البتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ یہ تھا کہ مالک زمین اگر خود کاشت نہ کرے تو اپنے دوسرے بھائی کو کاشت کرنے کی اجازت دیدے۔ فقہاء کے ایک قلیل گروہ نے جن میں طاؤس اور ابن حزم ظاہر



کسی خاص اور بہتر حصہ زمین کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لیتا تھا۔ اس طرح کا اشتراط چو کو مجبور ہوتا تھا اور اس میں غرر پایا جاتا تھا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمادیا لیکن سونے چاندی کی مقررہ مقدار پر زمین کا شت پر دینا عہد رسالت میں جائز تھا۔ اس بحث کی تفصیلات فتح الباری جلد پنجم میں ص ۵۸ سے ۸۰ تک ملاحظہ فرمائیے۔

انبیاء کرام کی سنت | آفریں جس حدیث سے آپ نے یہ شبہ نکالا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کمیونسٹ تھے اس کی اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کو کمیونزم سے کچھ بھی علاقہ نہیں۔ انبیاء کرام کی ساری زندگی خدمت دین کے لیے وقف تھی۔ اس خدمت میں ان کا انہماک ان کو کس سعاش سے روکتا تھا۔ زیادہ تر ان کی بسر اوقات مومنین کے ہدایا پر ہوتی تھی یا ان فتوح پر جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو عطا کرتا تھا۔ ایسے مال میں اپنی زندگی تک تصرف کرنا ان کے لیے جائز تھا لیکن اس کو ایسی ذاتی ملکیت بنا دینا کہ وہ ان کے بعد ان کی اولاد کو وراثت میں ملے ان کے نزدیک جائز نہ تھا، اور اپنی صداقت و ٹھہرت کی بنا پر وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اسی لیے ان قدسی نفس بزرگوں کا یہ دستور تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی پیروی کی، کہ جو کچھ وہ چھوڑ جائیں وہ قوم کے لیے وقف ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک بادشاہ اپنی زندگی تک ان اموال میں تصرف کر سکتا ہے جو اس کے قبضہ میں ہوں لیکن اس کی وفات کے بعد اس مال میں قانون وراثت جاری نہ ہوگا۔ بلکہ وہ سب اموال اس کے جائین کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔ اس کو کمیونزم کون کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ تقدیر | عقیدہ تقدیر کی لفظی صورت متعین کرنے میں اختلاف کی کافی گنجائش ہے لیکن اس کی منوی صورت خود قرآن نے مقرر کر دی ہے، اور وہ بین البحر و القدر ہے، کلیتہ جبر یا کلیتہ قدر کا جن لوگوں نے حکم لگایا ہے انہوں نے گویا بعض کتاب کو قبول کیا اور بعض کتاب کو اگر لفظ نہیں تو معنی رو کر دیا۔ عام طور پر اس عقیدہ کو جن الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، وہ اپنی جگہ درست ہیں بلاشبہ بُری اور

معلیٰ تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے لیکن اگر کوئی شخص ان الفاظ کا مفہوم بالکل جبر کی طرف پھیر دے تو وہ مسلک صحیح سے ہٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر اس عقیدے کے لیے کچھ دوسرے الفاظ استعمال کیے جائیں اور ان کا مفہوم بالکل قدر کی طرف پھیر دیا جائے تو یہ بھی درست نہ ہوگا۔ صحت عقیدہ کا مدار اصل الفاظ پر نہیں بلکہ معنی پر ہے آدمی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق ہے زمین و آسمان کی تمام چیزیں اس کے زیر حکم ہیں۔ کوئی شے اس کے اذن کے بغیر نہ وجود میں آ سکتی ہے، نہ حرکت کر سکتی ہے اور نہ فنا ہو سکتی ہے! انسان بھی تمام موجودات کی طرح اس کا محکوم ہے، اور اس کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا لیکن اس کے ساتھ خداوند عالم نے انسان کو کچھ اختیار بھی دیا ہے جس کے غلط یا صحیح استعمال کی ذمہ داری یقیناً اس پر ہے اور اس کا فرض ہے کہ اپنے اختیار تیزی کو ٹھیک ٹھیک استعمال کر کے اپنی حدود تک کوشش کرے خواہ نتائج خاطر خواہ ہوں یا نہ ہوں، اس لیے کہ نتائج انسان کی سعی و عمل پر منحصر نہیں ہیں بلکہ مشیت الہی کے تابع ہیں یعنی جب ذہن میں راسخ ہو جائے تو انسان کو حق ہے کہ اس کو جس طرح چاہے ادا کرے لیکن ہے کہ اس کو الفاظ کا کوئی ایسا جامہ نہ مل سکے جو پوری طرح معنی پر راست آجائے لیکن اگر اس کا عقیدہ صحیح اور کامل ہے تو الفاظ کے ناقص اور غیر جامع ہونے سے ایمان میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

اب صرف اتباع و اطاعت رسول کا مسئلہ قابل جواب رہ گیا ہے۔ چونکہ یہ تفصیلی بحث چاہتا ہے اور رسالہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ چوہدری صاحب کی بحث اور اس کا جواب ایک ساتھ درج کیا جاسکے اس لیے ہم نے ان کی بحث اسی اشاعت میں درج کر دی ہے اور اس کا جواب انشاء اللہ المستعان آئندہ اشاعت میں دیں گے۔